از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 5 اپریل 1955

شیوا جوٹ بالنگ لمیٹڈ۔

بنام

ہینڈلی اینڈ کمپنی لمیٹڈ

[بیجن کمار مکھرجی چیف جسٹس اور سدھی رنجن داس جسٹس]

آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل-اس طرح کی اجازت کی منظوری پر عمل کرنے کا طریقہ کار-عدالتِ عظمیٰ کے قواعد، آرڈر XIII کے قواعد 8، 9، 12 اور 13- خصوصی اجازت منسوخ کرنے کے لیے اپیل کنندہ کے خلاف کارروائی کی ضمانت دینے والے حالات- مجموعِ ضابطہ دیوانی، آرڈر XLV، قاعدہ 8-"عدالت عظمیٰ میں اپیل کا داخلہ-آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت اپیلوں کا اطلاق-عدالت عظمیٰ کے قوائد کے قاعدہ 9، آرڈر XIII کی توسیع-عدالت عالیان کے قوائد وضوابط-آرٹیکل 136 کے تحت خصوصی اجازت دیے جانے پر اپیل کے "داخلے" کے لیے عدالت عالیہ میں باضابطہ تحریک-آیا ضروری-کلکتہ عدالت عالیہ (اصل پہلو قواعد، باب 32 کا قاعدہ 9—کا دائرہ کار۔

25 مئی 1954 کے ایک حکم کے ذریعے، عدالت عظمیٰ نے اس معاملے میں درخواست کنندگان کو کلکتہ میں عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم کے خلاف اپیل کرنے کی خصوصی اجازت دے دی۔ حکم نامے کے مطابق، درخواست کنندگان نے حکم نامے میں متعین وقت کے اندر جمع کی جانے والی ضمانتی رقوم پیش کیں۔ عدالت عالیہ کے رجسٹرار نے جواب دہندگان پر اپیل کے وکیل کی طرف سے اپیل کے اعتراف کا کوئی نوٹس جاری نہیں کیا جیسا کہ آرڈر XIII، S. C. R کے قاعدے 9 میں تصور کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی اپیل کنندہ نے عدالت عالیہ کے عمل کی پیروی کرتے ہوئے، 11

جنوری 1955 تک اپیل کے "اعتراف" کے لیے اس عدالت کا رخ کیا۔ جواب دہندگان نے سب سے پہلے اپیل کے مناسب مقدمے کی سماعت میں اپیل گزاروں کی طرف سے نادہندگی کی شکایت کرتے ہوئے عدالت عالیہ کا رخ کیا اور مؤخر الذکر نے عدالت عظمیٰ قوائد کے آرڈر XIII کے قاعدہ 13 کے تحت کارروائی کے لیے عدالت عظمیٰ کا رخ کیا۔ اس لیے عدالت عالیہ میں درخواست زیر التوار کھی گئی۔

حکم ہوا کہ: آرٹیکل 136 کے تحت خصوصی اجازت کی منظوری کے بعد، عدالت عظمیٰ کا رجسٹرار، عدالت عظمیٰ قوائد کے آرڈر XIII کے قاعدہ 8 کی توضیعات کے مطابق، عدالت عظمیٰ کے حکم کی ایک مصدقہ نقل عدالت یا ٹریبونل کو منتقل کرتا ہے۔

عدالت عظمیٰ قوائد کے آرڈر XIII کا قاعدہ 9 عدالت یا ٹریبونل کو حکم دیتا ہے کہ وہ مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XLV میں موجود توضیعات مطابق، حکم میں کسی خاص ہدایت کی عدم موجودگی میں، جہاں تک وہ قابل اطلاق ہیں، کارروائی کرنے کی اپیل کرے۔ اس کے مطابق وہ عدالت یا ٹریبونل جس میں حکم منتقل کیا جاتا ہے، مدعا علیہان کے اخراجات، اشاعت کے اخراجات، اور اگر عدالت عظمیٰ کا حکم ہو تو کسی بھی دوسرے جمع شدہ کی ضمانت کی وجہ سے جمع شدہ وصول کرتا ہے، اور عدالت عظمیٰ میں منتقل کرنے کے لیے اپیل کا ریکارڈ تیار کرنے کے بارے میں طے کرتا ہے۔ لہذا، خصوصی اجازت دینے والے حکم کو منسوخ کرنے کے لیے آرڈر XIII، S. C. R. کے قاعدہ 13 کے تحت کارروائی اس وقت تک شروع نہیں کی جاسکتی جب تک کہ عدالت یا ٹریبونل نے عدالت عظمیٰ کو رپورٹوں سے اپیل نہ کی ہو کہ اپیل کنندہ اس عدالت کو عدالت عظمیٰ کے حکم میں موجود ہدایات، اگر کوئی ہوں، پر عمل کرنے اور مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XLV کی توضیعات کے مطابق کام کرنے کے قابل بنانے کے لیے اقدامات کرنے میں مستعد نہیں رہا ہے جہاں تک آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت اپیلوں پر لاگو ہوتا ہے۔

عدالت عظمیٰ قوائد کے آرڈر XIII کے قاعدہ 9 کے پیش نظر، آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت اپیلوں کے لیے مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XLV کا اطلاق محدود ہے۔ عدالت یا ٹریبونل

نے جس سے اپیل کی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے خصوصی اجازت دینے کے حکم میں موجود ہدایات پر عمل کرنا ہے، اور مدعا علیہان کے اخراجات و دیگراں ضروری جمع شدہ کے لیے ضمانت وصول کرنا ہے، لیکن ایک بار ضمانت فراہم ہونے و دیگراں جمع شدہ کیے جانے کے بعد، مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XLV کے قاعدہ 8 کے ذریعے تصور کردہ "داخلہ" کی رسمی حیثیت غیر ضروری ہے، کیونکہ ایسے معاملات میں خصوصی اجازت دینے کا حکم خود ہی اپیل کے داخلے کے طور پر کام کرتا ہے جیسے ہی ضمانت فراہم کرنے یا ڈپازٹ کرنے سے متعلق حکم میں شرائط کی تعمیل ہوتی ہے۔اس طرح آرٹیکل 136 کے تحت اپیلیں خود عدالت عالیہ کی طرف سے سرٹیفکیٹ کی منظوری پر اپیلیں کرنے سے مختلف ہیں۔ مؤخر الذکر معاملے میں، عدالت عالیہ کے پاس اس معاملے پر خصوصی دائرہ اختیار ہوتا ہے جب تک کہ وہ مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XLV کے قاعدہ 8 کے تحت اپیل قبول نہ کر لے۔

کلکتہ عدالت عالیہ کے اوریجنل ضمنی قوائد کے باب 32 کے قاعدے 9 میں عدالت عظمیٰ میں اپیلوں کے "داخلے" کا تصور کیا گیا ہے چاہے وہ عدالت عظمیٰ کے حکم سے ہو یا مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XLV کے تحت۔اور جب آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت عدالت عظمیٰ کے حکم سے پیدا ہونے والی اپیل کو اس طرح "قبول" کیا جاتا ہے، تو مذکورہ قاعدہ رجسٹرار کو حکم دیتا ہے کہ وہ مدعا علیہان پر اپیل کنندہ کے ذریعہ خدمت کے لیے اس طرح کے داخلے کا نوٹس جاری کرے۔ایسے معاملات میں جہاں عدالت عظمیٰ کی طرف سے خصوصی اجازت دی گئی ہو، اپیل کنندہ کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنی اپیل کے باضابطہ اعتراف کے لیے عدالت عالیہ سے اپیل کرے۔چونکہ خصوصی اجازت دینے کا حکم خود اپیل گزاروں کے ذریعے پوری کی جانے والی شرائط کا تعین کرتا ہے، اس لیے داخلہ صرف اس وقت حتمی سمجھا جائے گا جب ہدایات کی تعمیل کی جائے اور جیسے ہی ایسا کیا جائے، رجسٹرار کا فرض ہوگا کہ وہ جواب دہندگان کو خدمت کے لیے اپیل کے داخلے کا نوٹس جاری کرے۔اس طرح کے نوٹس کے اجرا کی غلطی میں، اپیل کنندہ کو اس کی اپیل کے اعتراف کے بعد اٹھائے جانے والے ضروری اقدامات کے حوالے سے اس کی اپیل کے مقدمے کی سماعت میں خامیوں کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل نمبر 230، سال 1953 کے معاملے میں۔

جواب دہندگان کے لیے راجندر نارائن۔

اپیل گزاروں کے لیے این سی چٹرجی (ان کے ساتھ سوکمار گھوش)۔

5.1955 اپریل۔

عدالت کا حکم مکھرجی چیف جسٹس نے دیا۔

یہ خصوصی اجازت کی درخواست نمبر 230، سال 1953 میں جواب دہندگان کی طرف سے ایک درخواست ہے، جس میں اپیل گزاروں کو سمن طلب کرنے کی درخواست کی گئی ہے تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ مؤخر الذکر کی طرف سے حاصل کردہ خصوصی اجازت کو عدالت عظمیٰ کے قواعد کے آرڈر XIII، قاعدہ 13 کی توضیعات کے مطابق کیوں نہیں منسوخ کیا جانا چاہئے۔

اپیل کی ہدایت کلکتہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے اس فیصلے کے خلاف کی گئی ہے جس میں اپیل پر اس عدالت اصل رخ پر بیٹھے واحد جج کے فیصلے کی توثیق کی گئی ہے۔ اپیل گزاروں نے، عدالت عالیہ کی طرف سے سرٹیفکیٹ سے انکار کیے جانے کے بعد، ہمارے سامنے آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت ایک درخواست پیش کی اور 25 مئی 1954 کے اس عدالت حکم کے ذریعے انہیں اپیل کرنے کی خصوصی اجازت دی گئی۔ اس حکم کے ذریعے اپیل گزاروں کو چھ ہفتوں کے اندر 2,500 روپے کے اخراجات کے لیے ضمانت فراہم کرنے کی ضرورت تھی اور ایوارڈ کے نفاذ پر، جو اپیل کا موضوع تھا، اس شرط پر روک لگادی گئی تھی کہ اپیل گزاروں نے حکم کی تاریخ سے چار ہفتوں کے اندر عدالت میں 28,000 روپے کی رقم جمع کرائی ہو۔ 15 جون 1954 کو اس عدالت رجسٹرار نے کلکتہ عدالت عالیہ کے اصل فریق کو خصوصی اجازت دینے کے حکم کی تصدیق شدہ کاپیاں اور خصوصی اجازت کی درخواست بھی اس درخواست کے ساتھ منتقل کی کہ ان دستاویزات کو مقدمے کے طباعت شدہ ریکارڈ میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ یہ متنازعہ نہیں ہے کہ اس عدالت کی طرف سے دی گئی ہدایات

کے مطابق اپیل گزاروں نے اخراجات کے لیے ضمانت کے طور پر درکار رقم اور حکم میں مذکور وقت کے اندر 28,000 روپے کی رقم بھی جمع کروائی تھی۔ 29 نومبر 1954 کو کلکتہ میں مدعا علیہان کے سالیسیٹروں نے کلکتہ عدالت عالیہ کے اصل فریق کے رجسٹرار کو ایک خط لکھا جس میں اپیل گزاروں کی طرف سے اپیل پر مقدمہ چلانے میں تاخیر کی شکایت کی گئی۔ یہ بھی کہا گیا کہ اگرچہ اس عدالت کی طرف سے خصوصی اجازت دیے جانے کو چھ ماہ گزر چکے تھے، لیکن جواب دہندگان کو اپیل کے اعتراف کا نوٹس نہیں دیا گیا اور اپیل گزاروں کی طرف سے ریکارڈ کو چھاپنے یا اس عدالت میں منتقل کرنے کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ اس خط کے جواب میں رجسٹرار نے جواب دہندگان کے سالیسیٹروں کو مطلع کیا کہ کلکتہ عدالت عالیہ کے عمل کے مطابق اپیل گزاروں پر یہ واجب ہے کہ وہ اپیل کو بالآخر قبول کرنے کا اعلان کرنے کے لیے عدالت اپیلیٹ بنچ میں باضابطہ درخواست دیں، اور یہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر XLV، قاعدہ 8 کے تحت دیگر فریقوں کو نوٹس پر کیا جانا تھا اور عدالت میں اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت دینے والے عدالت عظمیٰ کے حکم کی ایک کاپی اور ساتھ ہی وہ درخواست جس پر ایسا حکم دیا گیا تھا۔ جب تک کہ عدالت عالیہ کی طرف سے اپیل کو قبول کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا، دفتر کی طرف سے اس معاملے میں کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

اس کے بعد 11 جنوری 1955 کو اپیل گزاروں کی طرف سے ایک درخواست دائر کی گئی تھی جس میں درخواست کی گئی تھی کہ انہیں خصوصی اجازت کی درخواست کی مصدقہ نقل اور اس پر منظور کردہ حکم کو بھی دائر کرنے کی اجازت دی جائے اور یہ کہ اپیل آخر کار قبول کی جاسکے۔ یہ درخواست کلکتہ عدالت عالیہ کے فاضل چیف جسٹس اور جسٹس لہری کے سامنے سماعت کے لیے پیش کی گئی اور 20 جنوری 1955 کو معزز ججوں نے درج ذیل حکم دیا:

"اس معاملے میں عدالت عظمیٰ میں اپیل کرنے کی خصوصی اجازت اس عدالت نے 25 مئی 1954 کو دی تھی۔ اس کے بعد 21 جون کو اپیل کنندہ نے ضروری ضمانت فراہم کی۔ اس کے بعد اپیل کنندہ کا فرض تھا کہ وہ اپیل کے حتمی اعتراف کے لیے ضروری اقدامات کرے تاکہ اس کے بعد ماتحت کاغذات کی تیاری کی جاسکے۔ اس عدالت قواعد وضوابط اور عمل کے تحت یہ قدم اٹھایا جانا چاہیے کہ عدالت عظمیٰ میں اپیل کنندہ خصوصی اجازت کے لیے درخواست کی مصدقہ نقل دائر کرنے کے

لیے اجازت کے لیے درخواست کرے اور خصوصی اجازت دینے والے حکم کی مصدقہ نقل بھی جو موجودہ درخواست کے ساتھ دائر کی گئی ہو۔..............

جب آخری موقع پر معاملہ سماعت کے لیے آیا تو ہم نے پوچھا کہ کیا اپیل گزاروں کے پاس اس تاخیر کے لیے کوئی وضاحت ہے جو ہوئی تھی۔ یہ کہا گیا کہ خصوصی اجازت کے لیے درخواست کی مصدقہ نقل حال ہی میں حاصل کی گئی تھی۔ تاہم اس بات کی وضاحت نہیں کی گئی کہ جب حکم کی مصدقہ نقل کے لیے درخواست دی گئی تو درخواست کی مصدقہ نقل کے لیے بھی اسی طرح کی درخواست کیوں نہیں کی جا سکی۔

تمام حالات میں ہم اسے درست سمجھتے ہیں کہ موجودہ درخواست کو نمٹانا ایک ماہ کے لیے رکنا چاہیے تاکہ جواب دہندگان ایسے اقدامات کر سکیں جو وہ عدالت عظمیٰ کے سامنے کرنا چاہتے ہیں۔"

عدالت عالیہ کے مذکورہ بالا حقائق اور حکم کو مدعا علیہان کے وکیل شری راجندر نارائن نے 17 اور 31 جنوری 1955 کے اپنے خطوط کے ذریعے اس عدالت رجسٹرار کو آگاہ کیا تھا اور اوپر بیان کردہ حقائق کی بنیاد پر، انہوں نے درخواست کی کہ اپیل پر مقدمہ نہ چلانے پر رجسٹرار کے ذریعے اپیل گزاروں کے خلاف کارروائی شروع کی جائے۔ رجسٹرار نے فاضل وکیل کو بتایا کہ انہیں اپیل گزاروں کی طرف سے کسی بھی طرح کی رکاوٹ کے بارے میں عدالت عالیہ سے کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی ہے اور اس طرح کی کسی رپورٹ کے بغیر ان کے لیے اس معاملے میں کوئی کارروائی کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہ کہا گیا کہ خود وکیل عدالت میں اس طرح سے باضابطہ درخواست دینے کے لیے بالکل آزاد تھا جسے وہ مناسب سمجھے۔ اس طرح اس عدالت رجسٹرار کے اظہار کردہ خیالات کو ان کی طرف سے عدالت عالیہ کے رجسٹرار، اصل رخ، کلکتہ کو آگاہ کیا گیا۔ 4 مارچ 1955 کو شری راجندر نارائن نے رجسٹرار کو مخاطب کرتے ہوئے ایک باضابطہ پٹیشن دائر کی جس میں الزام لگایا گیا کہ اپیل گزاروں کی طرف سے عدالت عالیہ میں خصوصی اجازت درخواست اور اس عدالت ذریعے دیے گئے حکم کی تصدیق شدہ کاپیاں دائر کرنے میں بے حد تاخیر کی گئی ہے اور درخواست کی گئی ہے کہ اپیل گزاروں کو سمن جاری کیا جائے تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ اپیل کو غیر قانونی کارروائی کے

لیے کیوں مسترد نہیں کیا جانا چاہیے۔اس سے پہلے کہ رجسٹرار اس معاملے میں مزید کوئی قدم اٹھا سکے، عدالت عالیہ میں کی گئی اپیل کے حتمی اعتراف کے لیے اپیل گزاروں کی درخواست چیف جسٹس اور جناب جسٹس لہری پر مشتمل اپیلیٹ بنچ کے سامنے مزید غور کے لیے آئی اور 7 مارچ 1955 کو فاضل ججوں نے ایک حکم دیا جس میں ہدایت کی قابل کہ اس میں دی قابل وجوہات کی بنا پر ان کے سامنے اپیل کے داخلے کے لیے درخواست کو غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔جواب دہندگان کی درخواست جو عدالت عظمیٰ کے قواعد کے حکم XIII، قاعدہ 13 کے تحت کی گئی ہے، رجسٹرار کے ذریعے عدالت کو احکامات کے لیے بھیجی گئی تھی اور اب یہ ہمارے سامنے سماعت کے لیے آئی ہے۔

درخواست کی حمایت میں پیش ہوئے شری راجندر نارائن نے ہمارے سامنے دلیل دی ہے کہ اپیل کنندگان سنگین سزاؤں کے مجرم تھے کیونکہ انہوں نے خصوصی اجازت دیے جانے کے 8 ماہ بعد تک عدالت عالیہ میں خصوصی اجازت کی درخواست کے ساتھ ساتھ اس پر منظور کیے گئے حکم کی کاپیاں دائر نہیں کیں اور نہ ہی انہوں نے اپیل کے داخلے کے لیے اپیلٹ بنچ میں درخواست دی جس کے بغیر ریکارڈ کی اشاعت اور ترسیل کے معاملے میں مزید اقدامات نہیں کیے جا سکے۔چونکہ اپیل گزار اپنی طرف سے اس بے حد تاخیر کے لیے کوئی تسلی بخش وضاحت نہیں دے سکے، اس لیے خصوصی اجازت کو منسوخ کر دیا جانا چاہیے۔جناب چٹرجی، جو اپیل گزاروں کی طرف سے پیش ہوئے، نے دوسری طرف دلیل دی ہے کہ ہمارے سامنے والے معاملے جیسے معاملے میں جہاں اپیل خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں آئی ہے نہ کہ عدالت عالیہ کی طرف سے دیئے گئے سرٹیفکیٹ کے ذریعے، اپیل گزاروں پر کوئی فرض نہیں تھا کہ وہ اپیل کے حتمی اعتراف کے لیے عدالت عالیہ میں باضابطہ درخواست دیں یا اس میں خصوصی اجازت عرضی اور اس پر دیے گئے حکم کی تصدیق شدہ کاپیاں دائر کریں۔ان کی دلیل یہ ہے کہ کلکتہ عدالت عالیہ کے اصل رخ قوائد کے آرڈر XXXII، قاعدہ 9 کے تحت، عدالت عظمیٰ کی اپیل کو خصوصی اجازت دینے والے اس عدالت اسی حکم سے قبول کیا جانا چاہیے اور جیسے ہی اپیل گزاروں نے ضمانت فراہم کرنے یا دیگر ڈپازٹ کرنے کے حوالے سے عدالت عظمیٰ کی ہدایات پر عمل کیا ہے، یہ رجسٹرار پر واجب ہے کہ وہ جواب دہندگان پر تعمیل کے

لیے اپیل کے داخلے کا نوٹس جاری کرے۔ اس طرح کا نوٹس درحقیقت اپیل گزاروں کے وکیل کو دینا پڑتا ہے؛ لیکن چونکہ موجودہ معاملے میں رجسٹرار کی طرف سے کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا جیسا کہ کلکتہ عدالت عالیہ کے اصل رخ قواعد کے آرڈر XXXII کے قاعدہ 9 کے مطابق غور کیا گیا ہے، اس معاملے میں مزید اقدامات نہ کرنے پر اپیل گزاروں پر کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ جناب چٹرجی کی دلیل ہمیں معقول معلوم ہوتی ہے اور جیسا کہ ہمیں لگتا ہے کہ ایسے معاملات میں جہاں آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت دی گئی خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں اپیل آتی ہے، اس پر عمل کرنے کے عین طریقہ کار کے بارے میں بعض اوقات شکوک و شبہات پیدا ہوئے ہیں، اس سے متعلق دفعات کا جائزہ لینا ضروری ہے جیسا کہ مجموع ضابطہ دیوانی کی متعلقہ توضیعات ساتھ عدالت عظمیٰ یا متعلقہ عدالت عالیہ کے قواعد میں موجود ہیں۔

عام طور پر جب کوئی عدالت عالیہ کسی فریق کو اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت دینے کا سرٹیفکیٹ دیتی ہے، تو یہ وہ عدالت ہوتی ہے جو اپیل کے مقدمے سے متعلق بعد کی کارروائی پر مکمل کنٹرول اور دائرہ اختیار برقرار رکھتی ہے جب تک کہ اپیل بالآخر قبول نہ ہو جائے۔ یہ دیکھنا عدالت عالیہ کا کام ہے کہ ضمانت فراہم کرنے یا ڈپازٹ کرنے کے حوالے سے اس کی ہدایات پر عمل کیا جائے اور جب یہ شرائط پوری ہو جائیں تو اسے مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XLV قاعدہ 8 کے تحت بالآخر قبول کی گئی اپیل کا اعلان کرنا ہوگا۔ اپیل بالآخر قبول ہونے کے بعد عدالت عظمیٰ کا دائرہ اختیار شروع ہوتا ہے۔ تاہم جب اس کی طرف سے دی گئی خصوصی اجازت کی بنیاد پر اس عدالت میں اپیل آتی ہے تو حیثیت مختلف ہوتی ہے۔ ایسے معاملات میں عدالت عظمیٰ کا خصوصی اجازت دینے کا حکم خود ہی اپیل کے اعتراف کے طور پر کام کرتا ہے جیسے ہی ضمانت فراہم کرنے یا ڈپازٹ کرنے سے متعلق حکم کی شرائط پر عمل کیا جاتا ہے۔ یہ کہ یہ صحیح موقف ہے، عدالت عظمیٰ کے قواعد کے ساتھ ساتھ کلکتہ عدالت عالیہ کے اصل پہلو میں موجود طریقہ کار توضیعات سے واضح ہوگا۔ حکم XIII، عدالت عظمیٰ کے قواعد کا قاعدہ 8 بیان کرتا ہے:

"عدالت کی طرف سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت کی منظوری کے بعد، رجسٹرار حکم کی ایک مصدقہ نقل عدالت یا ٹریبونل کو منتقل کرے گا جس سے"

قاعدہ 9 پھر کہتا ہے:

"مذکورہ حکم موصول ہونے پر، عدالت یا ٹریبونل، حکم میں کسی خاص ہدایت کی عدم موجودگی میں، جہاں تک قابل اطلاق ہو، ضابطہ اخلاق کے آرڈر XLV میں موجود توضیعات کے مطابق کام کرے گا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگرچہ یہ قاعدہ مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XLV کی توضیعات کا حوالہ دیتا ہے، لیکن ان دفعات پر صرف اس حد تک عمل کیا جانا چاہیے جب تک وہ قابل اطلاق ہوں۔ یہ یقینی طور پر عدالت عالیہ کا فرض ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ ضمانت پیش کی گئی ہے یا عدالت عظمیٰ کی ہدایات کے مطابق ڈپازٹ کیا گیا ہے اور یہ ہدایات عدالت عظمیٰ کے حکم میں پائی جاتی ہیں جسے رجسٹرار ہمارے قواعد کے حکم XIII، قاعدہ 8 کے تحت عدالت عالیہ کو منتقل کرنے کا پابند ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اپیل گزاروں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ عدالت عظمیٰ کے حکم یا اس درخواست کی ایک کاپی نئے سرے سے دائر کریں جس پر یہ درخواست کی گئی تھی تاکہ وہ عدالت عظمیٰ کی اپیل کے ریکارڈ کا حصہ بن سکیں۔ وہ اوپر بیان کردہ ہماری عدالت اصول کے مطابق رجسٹرار کے ذریعے منتقل ہوتے ہی ریکارڈ میں آجائیں گے اور جب اسے چھاپا جائے گا تو اسے پیپر بُک میں شامل کرنا ہوگا۔ عدالت عالیہ کے رجسٹرار نے بلاشبہ ان احکامات کو اپیل گزاروں کے نئے سرے سے دائر کیے بغیر ریکارڈ کے حصے کے طور پر لیا، کیونکہ انہوں نے ان احکامات کی بنیاد پر اپیل گزاروں سے دیگر رقوم کی ضمانت اور جمع کو قبول کیا۔ اگر اپیل گزاروں کی طرف سے ضمانت فراہم کرنے یا عدالت عظمیٰ کے حکم میں بتائے گئے طریقے سے ڈپازٹ کرنے میں کوئی ناکامی ہوتی تو یہ عدالت عالیہ کے رجسٹرار کا فرض ہوتا کہ وہ ان حقائق سے عدالت عظمیٰ کے رجسٹرار کو آگاہ کرے اور اس کے بعد مؤخر الذکر خصوصی اجازت کو منسوخ کرنے کے لیے اقدامات کر سکتا ہے جیسا کہ ہمارے قواعد کے حکم XIII، قاعدہ 12 میں غور کیا گیا ہے۔ ہماری رائے میں، اپیل گزاروں کے لیے یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ ان معاملات میں اپیل کے داخلے کے لیے باضابطہ درخواست دیں جہاں سپریم کورٹ کی طرف سے خصوصی اجازت دی گئی ہو۔ اور یہ کلکتہ عدالت عالیہ کے اصل رخ قوائد کے آرڈر XXXII قاعدہ 9 کی توضیعات سے واضح ہوتا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

"9. عدالت عظمیٰ میں اپیل کے اعتراف پر، چاہے وہ مجموعہ کے آرڈر XLV، قاعدہ 8 کے تحت اس عدالت حکم سے ہو، یا اپیل کنندہ کو اپیل کرنے کی خصوصی اجازت دینے والے عدالت عظمیٰ کے حکم سے ہو، لیکن موخر الذکر کے معاملے میں ضمانت اور قاعدہ 5 کے تحت مطلوبہ رقم جمع کرنے کے حوالے سے عدالت عظمیٰ کی ہدایات پر عمل درآمد کے تابع ہو، اس طرح کے داخلے کا نوٹس رجسٹرار کے ذریعے ریکارڈ پر مدعاعلیہ پر خدمت کے لیے جاری کیا جائے گا، چاہے وہ مجموعہ کے آرڈر XLV، قاعدہ 3 کے تحت سرٹیفکیٹ کے لیے درخواست کی سماعت میں پیش ہوا ہو یا نہیں۔ اس طرح کا نوٹس اپیل کنندہ کے وکیل کے ذریعے پیش کیا جائے گا اور اس طرح کی خدمت کے فوراً بعد اس طرح کے وکیل کے ذریعے اس کی مناسب خدمت کا حلف نامہ دائر کیا جائے گا۔"

اس قاعدے کے ابتدائی الفاظ واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XLV، قاعدہ 8 کے تحت عدالت عالیہ کے حکم سے یا خود عدالت عظمیٰ کے حکم سے اپیل کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ (چونکہ خصوصی اجازت دینے کا حکم خود اپیل گزاروں کے ذریعے پوری کی جانے والی شرائط کا تعین کرتا ہے، اس لیے داخلہ صرف اس وقت حتمی سمجھا جائے گا جب ہدایات کی تعمیل کی جائے اور جیسے ہی ایسا کیا جائے، رجسٹرار کا فرض ہوگا کہ وہ جواب دہندگان کو خدمت کے لیے اپیل کے داخلے کا نوٹس جاری کرے) یہ نوٹس اپیل گزاروں کے وکیل کے ذریعے پیش کیا جانا ہے اور سروس نافذ ہونے کے فوراً بعد اس کے ذریعے واجب الادا سروس کا حلف نامہ دائر کیا جائے گا۔

موجودہ معاملے میں رجسٹرار، کلکتہ عدالت عالیہ کے اصل رخ کو اپیل گزاروں کی طرف سے اخراجات اور رقم کے دیگر ذخائر کی ضمانت ہوتے ہی جواب دہندگان پر اپیل کے اعتراف کا نوٹس جاری کرنا چاہیے تھا۔ ایسا اس لیے نہیں کیا گیا کیونکہ جس طریقہ کار پر عمل کیا جانا تھا اسے صحیح طریقے سے سراہا نہیں گیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ اپیل کنندگان ضمانت فراہم کرنے اور ریکارڈ کی اشاعت کی طرف کوئی قدم نہ اٹھانے کے باوجود کافی عرصے تک خالی رہے۔ لیکن چونکہ کلکتہ عدالت عالیہ کے اصل رخی قوائد کے آرڈر XXXII، قاعدہ 9 کے تحت نوٹس جاری کرنے کے معاملے میں ابتدائی بے ضابطگی تھی، اس لیے ہم یہ فیصلہ کرنے سے قاصر ہیں کہ اپیل کنندگان کسی بھی ایسی سزا کے مجرم تھے جس

کے لیے خصوصی اجازت کو منسوخ کیا جانا چاہیے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جواب دہندگان کی درخواست مسترد کر دی جاتی ہے۔ رجسٹرار، کلکتہ عدالت عالیہ اصل رخ، آرڈر XXXII، اصل رخ قوائد کے قاعدہ 9 کے تحت نوٹس جاری کرے گا اور اپیل کنندگان کو اس عدالت میں ریکارڈ کی اشاعت اور ترسیل کے لیے فوری اقدامات کرنے چاہئیں۔ ہم اس درخواست کے اخراجات کے بارے میں کوئی آرڈر نہیں دیتے ہیں۔